Article

Characterization in Urdu Ghazal

اردو غزل میں کردار نگاری

Dr Saima Iqbal *[1]
Assistant Professor ,Department of Urdu, Government College Universit, Faisalabad

[1]ڈاکٹر صائمہ اقبال
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد

Correspondanance: saimaiqbalgcuf752@gmail.com

eISSN:**3005-3757**
pISSN: **3005-3765**

Received: 21-01-2024
Accepted:20-03-2024
Online:28-03-2024

Copyright:© 2023 by the authors. This is an access-openarticle distributed under the terms and conditions of the Creative Common Attribution (CC BY) license

Abstract: The poet takes the material of his poetry from the universe and the surrounding environment where there are countless people, he can make any person the subject of poetry and present him as a character in his poetry. There are and sometimes they are seen talking and sometimes they directly address. Due to the diverse themes of the ghazal, there are many characters in it. Beauty and love and the problems of Sufism are the major themes of the ghazal and the only narrator of the ghazal is the real lover or virtual lover. There must be a beloved in whose love he is devoted every moment, so many other characters were added in the ghazal due to these two basic characters. The characters in Urdu Ghazal are constantly changing and expanding in terms of human values, good and bad abilities, character traits and personal attributes. There are good and bad characters in our Ghazal. They have transmitted their experiences and thoughts through those who have them. Characterization in Urdu Ghazal presented in this articlethe sketches of 21st century in the perspective of technique and stylistics

KEYWORDS: Characterization, Urdu Ghazal, meanings, Dictionary, Critic's Opinions, Types of

characters, conclusion, Examples.

کردار کا مفہوم اور کردار نگاری:

قصے کہانی میں کردار کی اساسی اہمیت کے پیش نظر اس لفظ کے لغوی اور اصلاحی مفاہیم کو بیان کیا جاتا ہے۔

"Collins Cobuild English Language Dictionary

میں لفظ کردار کا مفہوم دیکھیے :

A charactery a person, especially when you are "
mentioning a particular quality that he or she
(has."(1

"کشاف تنقیدی اصطلاحات" میں کردار کی تعریف کے ضمن میں لکھا ہے:

"کہانی کے واقعات جن افراد قصہ کو پیش آتے ہیں انھیں اصلاح میں
کردار کہا جاتا ہے“۔ (2)

”کردار“ کے لفظ کے حوالے سے اس کے مختلف مطالب و مفاہیم کی ہمہ پہلو وضاحت سے یہ تعریف واضح ہوئی کہ کردار کو شخصیت یا فرد کے مفہوم میں لیا گیا ہے۔عتیق اللہ کی کتاب ”ادبی اصطلاحات کی وضاحتی فرہنگ میں کردار کے لفظ کا جائزہ لیا ہے۔ ان کی رائے میں ایک کرداری خاکہ نگاری“ کے لیے Charactery, Character, Sketching" بھی مستعمل ہے۔Characterology کرداریات کے معنی میں ہے جبکہ Characterization کے مترادف کے طور پر کردار سازی اور کردار نگاری جیسی اصطلاح رائج ہیں۔ (3)

فرہنگ آصفیہ “ ، ”جامع اللغات، فیروز اللغات“، ”فرہنگ کارواں“ اور ”فرہنگ تلفظ میں کردار کے جو لغوی مطالب بیان ہوئے ہیں۔وہاں بھی اس کے اصطلاحی معنی کم و بیش ایک سے ہیں یعنی

”کردار: (ا) طرز روش، رفتار (۲) عمل، فعل، کام، اچھا کام۔خوب کام
(۴) اخلاق “۔ (4)

”کردار: (ف) اسم مونث و مذکر (۱) طرز، روش، طور طریق قاعدہ (۲)
شغل، کام، عمل، دھندا (۳) برا بھلا کام کرنا، چلن، رویہ، عادت، خصلت،
برتاؤ، خوبان، جیسے ہر شخص کی رفتار و کردار جدا ہے۔“(5)

"کردار: (ف۔ مونث) روش طور طریق۔ طرز، شغل، کام۔ دھندا، عمل، قاعدہ، چلن، رویہ۔" (6)

"کردار: (ف۔ مذکر) عمل، روش، چلن، کسی شخص یا قوم کی خصوصیت یا سیرت وہ شخصیت جو ناول اور ڈرامہ لکھنے والے ایجاد کرتے ہیں۔ ناول یاڈرامے کا معروف شخص، کیریکٹر۔" (7)

"کردار؛ طبیعت، خصلت جو طرز عمل سے ظاہر ہو چلن، قماش، کسی کہانی کا فرد۔" (8)

معاشرتی زندگی میں لفظ "کردار" کا مفہوم بہت وسیع ہے اس لفظ کے ساتھ ذہن میں معاشرتی رسوم وروایات، اصول وضوابط اور محصول اخلاقی قدروں کا خیال آتا ہے۔ کیونکہ معاشرے میں اعلیٰ کردار کے یہی اوصاف مانے گئے ہیں۔ ارسطو کردار نگاری کے متعلق لکھتے ہیں :

"کردار نگاری میں ہم آہنگی ہونی چاہیے یعنی اگر کردار میں کوئی تضاد ہو تو یہ تضاد شروع سے آخر تک باقی رہنا چاہیے ایسا نہ ہو کہ ڈرامے میں کردار اپنی نوعیت بدلتا رہے کرداروں میں کسی قسم کی تبدیلی اس کی فطرت کے مطابق ہونی چاہیے۔" (9)

زندہ کردار وہ ہوتے ہیں جو نمایاں جسمانی اوصاف رکھتے ہوں جن کی گفتگو سے ہمارے دل میں جذبات و احساسات ابھریں جن کی خارجی اور داخلی زندگی میں کشمکش جاری رہے جو اس تصادم اور کشاکش میں اپنے لیے کوئی لائحہ عمل منتخب کر سکیں اور یہ انتخاب ان کی فطرت کے برعکس نہ ہو۔ کرداروں سے ہماری دلچسپی کا سبب یہ ہے کہ ہر ایک اپنی اپنی ذات کا کچھ حصہ پالیتا ہے۔

سہیل بخاری کی رائے میں :

"انسانوں کی طرح کردار بھی نتائج سے اثرات قبول کرنے میں ذکی الحس یا بے حس ہوتے ہیں جو ایک شان بے نیازی سے آگے بڑھ جاتے ہیں اور کسی قسم کا اثر قبول کرنے کو آمادہ نہیں ہوتے لیکن اس موقعے پر زندگی کے آثار صرف انھیں کرداروں میں ملتے ہیں جن کی اثر پذیری یا بے نیازی ان کی افتادِ طبع سے مکمل طور پر ہم آہنگ ہو۔" (10)

کہانی میں قصے اور کردار کا وجود ضروری ہے جن میں کبھی قصے کو کردار پر فوقیت حاصل ہے اور کبھی کردار قصے پر حاوی ہے لیکن آگے بڑھنے میں دونوں ایک دوسرے کے مددگار ہوتے ہیں۔

اُردو غزل میں کردار:

غزل میں بات براہ راست کہنے کی بجائے اشارات و تمثیلات اور مختلف علائم و رموز کے ذریعے کی جاسکتی ہے۔ یہاں لیلی مجنوں، دار و منصور، طور و کلیم، بلبل و گل، شمع و پروانہ، مرغ و قفس، برق و شرر، شاخ و آشیاں، جام و صیاد، دام و صیاد، دیوانہ صحرا، منزل و کارواں محض لفظی ترکیبیں نہیں ہیں بلکہ شعری روایت کے مخصوص علائم و رموز ہیں۔ غزل کی علامتیں اسے زمان و مکاں سے ماورا ہوئے عہد بہ عہد بہ معانی بنا رہی ہیں۔ یہ استعارے علامتیں کسی ایک عہد کی یادگار نہیں بلکہ فارسی غزل سے اردو غزل تک اور قدیم سے جدید تک ان کا سلسلہ جاری ہے۔

ڈاکٹر سنبل نگار کی رائے میں :

> "اردو غزل میں لفظ تو وہی استعمال ہوتے رہے، عاشق، معشوق، رقیب، ہجر و وصال لیکن معانی بدلتے رہے اپنے عہد کے شاعر فیض کی مثال ہے ان کی شاعری میں یہ علامتیں ضرور استعمال ہوئی ہیں مگر ان کے معنی مختلف ہیں مثلاً معشوق سے مراد ملک و قوم، عشق سے مراد محب وطن اور رقیب سے مراد ملک و قوم کے دشمن۔"(11)

غزل میں اظہار پذیری کی وہ صلاحیت ہے جو موضوعاتی طور پر ذات کی عکاسی سے لے کر کائنات کی ترجمانی تک پھیلی ہوئی ہے کلاسیکی اردو غزل میں کردار نگاری کے حوالے سے زیادہ تنوع نہیں ملتا یہاں کردار نگاری ڈرامائیت کی حامل نہیں اکثر کلاسیکی شعراء نے کردار نگاری میں تضاد کو ابھارا ہے مثلاً رقیب اور عاشق کے کردار کی کرداری صفات میں بھرپور تضاد پیش کیا جاتا ہے جس کے سبب دونوں کی شخصیات واضح ہو کر سامنے آتی ہیں عاشق اور محبوب کے رویے بھی باہم متضاد ہیں۔ رند اور شیخ وزاہد کے کرداروں میں بھی تضاد کے عنصر کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔

شاعری میں کردار نگاری ایک خاص تکنیکی حربہ ہے۔ شاعر جو گفتگو براہ راست نہیں کر سکتا وہ بات کرداروں کی زبانی کہلوا سکتا ہے گو کہ شاعری میں اور بالخصوص غزل میں کردار نگاری ڈراما اور فنکشن سے یکسر مختلف ہے لیکن اس کی اہمیت سے انکار نہیں یہ تخلیق کو یقیناً موثر بناتی ہے۔

جہاں تک کردار نگاری میں مختلف فنی البعاد Dimension کا تعلق ہے غزل میں کردار نگاری میں فنی ابعاد بہت کم ملتے ہیں تاہم کہیں غزل کا واحد متکلم عاشق کا کردار خود کلامی کرتا ہے یا کوئی ایک کردار دوسرے کردار سے مکالمہ کرتا ہے یعنی عاشق محبوب سے یا محبوب عاشق سے، عاشق رقیب سے یا رقیب محبوب سے یا پھر عاشق ناصح یا واعظ سے مخاطب ہوتا ہے۔

غزل میں مرکزی کردار شاعر کا اپنا کردار ہے جو ایک بڑے تناآور درخت کی طرح مرکزی سطح پر ہر زمانے، عہد اور دور میں برقرار رہا ہے جس طرح ایک درخت کے تنے سے بہت ساری شاخیں جگہ جگہ سے نکلتی رہتی ہیں اسی طرح موقع و مناسبت کے حوالے سے غزل میں لکھنے والے مرکزی کردار کے ساتھ ساتھ بہت سارے دوسرے کردار بھی پیدا ہوتے رہتے ہیں اور شاعر کے داخلی احساسات اور باطنی مشاہدات کی ترجمانی کا فریضہ انجام دیتے رہتے ہیں۔

ان کرداروں کو گرائمر کے حوالے سے یوں بھی لکھا جا سکتا ہے کہ دنیا بھر کی زبانوں میں بیان اور مکالمے کا سارا عمل تین ضمیروں سے مکمل ہوتا ہے "میں، تم اور وہ" گفتگو کا سارا عمل کہنے والے سے شروع ہوتا ہے سننے والے پر مکمل ہوتا ہے اور جن کے بارے میں اپنی معنوعیت کی نشان دہی کرتا ہے۔ غزل کے متنوع موضوعات کے سبب اس میں کئی کردار آ جاتے ہیں حسن و عشق اور مسائل تصوف کلاسیکی غزل کے بڑے موضوعات ہیں اور غزل کا واحد متکلم ان موضوعات میں رہ کر عاشق حقیقی یا عاشق مجازی کی شکل میں ہمارے سامنے آتا ہے۔ اس عاشق کا ایک محبوب ضرور ہوتا ہے جس کی محبت میں ہر لمحہ سرشار رہتا ہے یوں غزل میں ان دو بنیادی کرداروں کے سبب دیگر کئی کردار غزل میں چلے آتے ہیں۔

غزل میں ادبی طور پر سب سے بڑے کردار "میں " اور "تم" ہیں لیکن جب بنظر غائر پوری غزل کا مطالعہ کیا جائے تو سب سے بڑا عددی ذخیرہ "وہ" کے حوالے سے سامنے آتا ہے یہ کردار کہنے اور سننے والے کے ساتھ ساتھ گفتگو میں ہمیشہ موجود رہا ہے اس پر اسرار اور دل آویز کردار نے متعدد ذیلی کرداروں کا ایک جہان بن گئی ہے۔ درجہ ذیل کے ذریعے سرسری طور پر ان کرداروں کی نشان دہی کی گئی ہے۔

(الف) بنیادی کردار

1۔ شاعر (میں، ہم کی ضمیروں کے حوالے سے)

2۔ محبوب (وہ۔ تم اور تو کے حوالے سے)

(ب) برگزیدہ ہستیاں / شخصیات

1۔ اللہ تعالیٰ (محبوب حقیقی)

2۔ رسول اکرمؐ

انبیائے کرام حضرت عیسیٰؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت یوسفؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت یعقوبؑ، حضرت ایوبؑ، حضرت سلیمانؑ، اور دیگر پیغمبران صحابہ کرام، خلفائے راشدین، فرشتے خصوصاً جبرائیل (روح القدس) عزرائیل، ملک الموت، فرشتہ اجل، رضوان، کروبیان، منکر نکیر، وغیرہ۔

حوراں بہشتی، مریم، زلیخیٰ

خضر، لقمان، ہاتف غیبی

(ج) اساطیری، مافوق الفطرت کردار جن، پری، آسیب، سروش وغیرہ

(د) غزل کے ضمنی کردار:

دوست، ندیم، رازداں، رقیب، باغبان، صیاد، مجنوں، قیس، فریاد، لیلیٰ، امام،، برہمن، اہرمن، ساقی، پیر مُغاں، گدا، درویش، قلندر، میر کارواں، راہبر و، مجاہد، ناخدا، راہنما، رہبر، زاہد، شیخ، عابد، چارہ گر، واعظ۔

ادبی شخصیات کا اردو غزل میں بیان: مثلاً شیخ سعدی، مولانا روم، میر، غالب، اقبال جیسے اہم شعراء

کربلائی کردار: حسین ابن علی، زینب، سجاد، شہید

مسیحی حوالے سے کردار: عیسیٰؑ مسیح، مریمؑ

ہندوستانی مذاہب کے حوالے سے کردار: کرشن، ستیا، رواں، گوتم وغیرہ

دور حاضر تک یہ لفظ اپنی ذات کے لیے بہت کم استعمال ہوا ہے۔

یاد اس کی اتنی خوب نہیں میر باز آ!

ناداں پھر وہ جی سے بھلایا نہ جائے گا[(12)]

میرؔ کے شعر میں ایک ایسی کیفیت ہے جس سے کسی عہد کی کوئی نسل بھی محفوظ ہو سکتی ہے اور ہو رہی ہے ۔ مقطع کے ان اشعار سے یہ نشان دہی مقصود ہے کہ ذاتی حوالے جتنے زیادہ شاعر کے نام کے ساتھ منسلک ہوتے جائیں گے اتنا ہی شعر کا تاثیری دائرہ محدود ہو تا جائے گا لیکن جیسے جیسے شاعر اپنے'' میں '' یا ''ہم'' کو ذاتی حوالوں سے آزاد کر کے اپنے تاثرات کو قلمبند کرے گا ویسے اُس کی افادیت اور اثر پذیری اور جامعیت میں اضافہ ہو تا جائے گا۔

شاعر اپنی شاعری کا مواد اس کائنات اور ارد گرد کے ماحول سے لیتا ہے جہاں بے شمار انسان موجود ہیں کسی بھی انسان کو وہ شاعری کا موضوع بنا سکتا ہے اسے ایک کردار کے طور پر اپنی شاعری میں پیش کر سکتا ہے یہ کردار کہیں خاموش رہتے ہیں اور کہیں باتیں کرتے نظر آتے ہیں کہیں براہ راست خطاب کرتے ہیں اور کہیں بالواسطہ۔ ٹی۔ ایس ایلیٹ اپنے مضمون Three voices of poetry میں شاعری کو تین زمروں میں تقسیم کرتا ہے۔ پہلی قسم شاعر کی خود کلامی ہے دوسری وہ جب شاعر قارئین سے سامعین سے مخاطب ہوتا ہے تیسری قسم میں شاعر خود سے باتیں کرتا ہے نہ قارئین سے بلکہ مختلف خیالی کردار متعارف کراتا ہے۔ شاعر اپنی شخصیت کو کسی دوسری شخصیت میں بھی مدغم کر دیتے ہیں ارسطو کی Poetics میں اسے تجسیم کے عمل کا نام دیا گیا ہے۔

غزل کے متنوع موضوعات کے سبب اس میں کئی کردار آجاتے ہیں حسن و عشق اور مسائل تصوف کلاسیکی غزل کے بڑے موضوعات ہیں اور غزل کا واحد متکلم ان موضوعات میں رہ کر عاشق حقیقی یا عاشق مجازی کی شکل میں ہمارے سامنے آتا ہے اس عاشق کا ایک محبوب ضرور ہوتا ہے جس کی محبت میں وہ ہر لحہ سرشار رہتا ہے یوں غزل میں ان دو بنیادی کرداروں کے سبب دیگر کئی کردار شامل ہوئے۔

اردو غزل میں کرداروں کا عہد بہ عہد انسانی اقدار کی اچھی بری صلاحیتوں، کرداری خصوصیات اور ذاتی اوصاف کے حوالے سے مسلسل بدل اور پھیل رہا ہے ہماری غزل میں اچھے برے سبھی کردار موجود ہیں شعراء نے اپنے ارد گرد پھیلے ہوئے سماجی و معاشرتی خصوصیات کے حامل افراد کے ذریعے اپنے تجربات و افکار کی ترسیل کی ہے۔

غزل کے کرداروں کے تنوع میں خدا سے ابلیس، زاہد سے طوائف، فقیہِ مصلحت میں سے رند بادہ خوار، یزداں سے اسیر من، کرشن سے راون، عاشق صادق سے بوالہوس، محبوب سے زنان بازاری وغیرہ ایک کرداری دنیا ہے جو اردو غزل میں سرگرم کار نظر آرہی ہے۔ غزل میں فنی طور پر ایجاز کی صلاحیت ہے کہ دو مصرعوں میں ایک پورے جہان معانی

کو قلمبند کر دیا جاتا ہے۔ اس صنف کو کسی خاص موضوع کے ساتھ وابستہ نہیں کیا گیا بلکہ پورے جہان معانی کو قلمبند کر دیا جاتا ہے۔

مثالیں:

ے

تو خدا ہے نہ مرا عشق فرشتوں جیسا
دونوں انساں ہیں تو کیوں اتنے حجابوں میں ملیں (13)

کردار: خدا، فرشتے، انسان، میں اور تم

ے

یہ کون سی بستی ہے، جہاں چاند نہ سورج
کس درجہ بُری رات ہے کس درجہ بُرا دن (14)

کردار: بستی، چاند، سورج، رات، دن

ے

مچل رہی ہیں شعاعیں ابل رہا ہے لہو
اڈ رہی ہے تجلی ابھر رہی ہے فصیل (15)

کردار: شعاعیں، لہو، تجلی، فصیل

ے

دماغ و دل کے درمیاں رکے ہوئے سے ولولے
کہ جیسے بیڑیاں پڑی ہوں نمازیوں کے پاؤں میں (16)

کردار: دماغ، دل، ولولے، بیڑیاں، نمازی

اس صنف کو کسی خاص موضوع کے ساتھ وابستہ نہیں کیا گیا بلکہ اپنے داخلی نظام فکر کے حوالے سے ہر موضوع غزل کا موضوع بن سکتا ہے لہذا دنیا بھر میں پھیلے ہوئے موضوعات کی طرح غزل کے کردار بھی بے شمار ہیں۔

حوالہ جات

.1 John Sinclair and Others, Editors Collins Cobuild English Language London: Routledge Ltd.1991,P:27

.2 ابوالاعجاز حفیظ صدیقی، مرتب: کشاف تنقیدی اصطلاحات، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، 1985ء، :145

.3 عتیق اللہ، ادبی اصطلاحات کی وضاحتی فرہنگ، جلد اوّل، دہلی اردو مجلس، 1995ء، ص:372

.4 فیروز الدین، الحاج مولوی، فیروز اللغات، لاہور: فیروز سنز، 1952، ص:255

.5 غیاث الدین رامپوری، مولوی، غیاث اللغات، کانپور: مطبع نظامی، 1890ء، ص:388

.6 سرور لاہوری، جامع اللغات، جلد چہارم، لکھنؤ: منشی نول کشور، 1908ء، ص:256

.7 نور الحسن نیر، نور اللغات، جلد چہارم، نئی دہلی: ترقی اردو ادب، 1989ء، ص:29

.8 ایضاً، ص:88

.9 سجاد باقر رضوی، مغرب کے تنقیدی اصول، لکھنؤ: نصرت پبلی کیشنز، 1972ء، ص:49

.10 سہیل بخاری، ڈاکٹر، اردو ناول نگاری، دہلی: الحمرا پبلی کیشنز، 1988ء، ص:70

.11 سنبل نگار، ڈاکٹر، اردو شاعری کا تنقیدی مطالعہ، علی گڑھ: ایجوکیشنل ہاؤس، 1995ء، ص:87

.12 میر تقی میر، کلیات میر، کان پور: مطبع نامی نول کشور، 1892ء، ص:123

.13 احمد فراز، کلیات فراز احمد، دہلی: فرید بک ڈپو، 2010، ص:50

.14 حبیب جالب، کلیات حبیب جالب، لاہور: ماورا پبلشرز، 2001ء، ص:211

.15 احمد ندیم قاسمی، کلیات قاسمی، نئی دہلی: فرید بک ڈپو، 2004، ص:123

.16 قتیل شفائی، کلیات قتیل شفائی، لاہور: جنگ پبلشرز پریس، 1971ء، ص:131